

أبو الأعلى

أبو الأعلى

تَفْسِيرُ سُورَةِ
بَيْتِ إِسْرَءِيلَ

١٧





تَفْسِيرُ سُورَةِ

بَيْتِ إِسْرَءِيلَ



سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ

نام | آیت ۴ کے فقرے: وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَمَّا خُذَ الْهَدْيُ مَكْرُومًا مِّنْهُمْ أَنِ ابْنِ صُلَيْمَانَ إِتْلُ الْكِتَابَ عَلَيْنَا لَعَلَّكَ تَمْتَنُ اس میں موضوع بحث بنی اسرائیل نہیں ہیں، بلکہ یہ نام بھی اکثر قرآنی سورتوں کی طرح صرف علامت کے طور پر رکھا گیا ہے۔

زمانہ نزول | پہلی ہی آیت اس بات کی نشان دہی کر دیتی ہے کہ یہ سورت معراج کے موقع پر نازل ہوئی ہے۔ معراج کا واقعہ حدیث اور سیرت کی اکثر روایات کے مطابق ہجرت سے ایک سال پہلے پیش آیا تھا اس لیے یہ سورت بھی انہی سورتوں میں سے ہے جو مکہ کے آخری زمانے میں نازل ہوئیں۔

پس منظر | اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو توحید کی آواز بلند کرتے ہوئے ۱۲ سال گزر چکے تھے۔ آپ کے مخالفین آپ کا راستہ روکنے کے لیے سارے جتن کر چکے تھے۔ مگر ان کی تمام مزاحمتوں کے باوجود آپ کی آواز عرب کے گوشے گوشے میں پہنچ گئی تھی۔ عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہ رہا تھا جس میں دو چار آدمی آپ کی دعوت سے متاثر نہ ہو چکے ہوں۔ خود مکہ میں ایسے مخلص لوگوں کا ایک مختصر جھنڈا بن چکا تھا۔ ہر غطرے کو اس دعوت حق کی کامیابی کے لیے انگیز کرنے کو تیار تھے۔ مدینے میں اوس اور خزرج کے طاقتور قبیلوں کی بڑی تعداد آپ کی حامی بن چکی تھی۔ اب وہ وقت قریب آگیا تھا جب آپ کو مکہ سے مدینے کی طرف منتقل ہو جانے اور منشر مسلمانوں کو سمیٹ کر اسلام کے اصولوں پر ایک ریاست قائم کر دینے کا موقع ملنے والا تھا۔

ان حالات میں معراج پیش آئی اور واپسی پر یہ پیغام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

دنیا کو سنا یاد

موضوع اور مضمون | اس صحت میں تنبیہ، تفہیم اور تعلیم، تینوں ایک متناسب انداز میں جمع کر دی گئی ہیں۔

تنبیہ، کفار مکہ کو کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل اور دوسری قوموں کے انجام سے سبق لو اور خدا کی دہائی صحت کے اندر جس کے ختم ہونے کا زمانہ قریب آگیا ہے، منہل جاؤ اور اس دعوت کو قبول کر لو جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے ذریعہ سے پیش کیا جا رہا ہے۔ ورنہ مٹا دیے جاؤ گے اور تمہاری جگہ دوسرے لوگ زمین پر بسائے جائیں گے۔ نیز مضمناً بنی اسرائیل کو بھی، جو ہجرت کے بعد منقرض زبان وحی کے مخاطب ہونے والے تھے، یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ پہلے جو سنائیں نہیں مل چکی ہیں اُن سے ہجرت حاصل کرو اور اب جو موقع تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے مل رہا ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ یہ آخری موقع بھی اگر تم نے کھو دیا اور پھر اپنی سابق روش کا اعادہ کیا تو دردناک انجام سے دوچار ہو گے۔

تفہیم کے پہلو میں بڑے دلنشین طریقے سے سمجھایا گیا ہے کہ انسانی سعادت و شقاوت اور فلاح و خسران کا مدار دلائل کن چیزوں پر ہے۔ توحید، معاد، نبوت اور قرآن کے برحق ہونے کی دلیلیں دی گئی ہیں۔ اُن شہادت کو رفع کیا گیا ہے جو ان بنیادی حقیقتوں کے بارے میں کفار مکہ کی طرف سے پیش کیے جاتے تھے۔ اور استدلال کے ساتھ بیچ بیچ میں منکرین کی جہالتوں پر زبرد تو بیچ بھی کی گئی ہے۔

تعلیم کے پہلو میں افلاق اور تمدن کے وہ بڑے بڑے اصول بیان کیے گئے ہیں جن پر زندگی کے نظام کو قائم کرنا دعوتِ محمدی کے پیش نظر تھا۔ یہ گویا اسلام کا منشور تھا جو اسلامی ریاست کے قیام سے ایک سال پہلے اہل عرب کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ اس میں واضح طور پر بتا دیا گیا کہ یہ خاکہ ہے جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے



ملک کی آمد جو پہلی الف نیت کی زندگی کو غیر کرن چاہتے ہیں۔

ان سب باتوں کے ساتھ ہی سنی اندر سے یہ علم کو بدیت کا گئی ہے کہ مشکلات کے
ان حالات میں ظہور کی کے ساتھ ہونے کو تعجب پر مجھ میں اور کفر کے ساتھ مصالحت
کا خیال تاکہ ان میں نیاساں فوس و کسمی بھی خار کے علم و تسم اور ان کی کج بحثوں ماور
ان کے طوفان ناب و فزہ پر ہے۔ سترہ جھٹلاٹھنے نئے انجمن کی گئی ہے کہ پر سے
صبر و صبر کے ساتھ حالات کا اظہار کرنے میں و انجمن و صلاح کے کام میں اپنے
جذبات پر ناب و صبر میں سسور میں صدق و صبر و انجمن کے ہے ان کو مساز
کا سترہ نیا یا گیا ہے کہ یہ وہ چیز ہے جو نوز و نعت عاریت سے تصف کرتے گی جن
سے مد و حق کے بجا و درں کو کہ سترہ ہوتا ہے۔۔۔ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ
یہ پہلا موقع ہے جب وہی وقت کا زمانہ و بدیت کے ساتھ سسوروں پر نوز منی
کی گئی۔



المذہب

آيَاتُهَا ۱۱۱ سُورَةُ بَنِي إِسْرَءِيلَ مَكِّيَّةٌ ۚ دُرُوءَاتُهَا ۱۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۵
الجزء

سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا الَّذِي
بَرَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا ۚ إِنَّهُ

پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام
سے دور کی اُس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی ہے
تاکہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرے۔ حقیقت میں وہی ہے

۱۵ یہ وہی واقعہ ہے جو اصطلاحاً ”معراج“ اور ”اسراء“ کے نام سے مشہور
ہے۔ اکثر اور معتبر روایات کی رو سے یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے پیش آیا۔
حدیث اور سیرت کی کتابوں میں اس واقعہ کی تفصیلات بکثرت صحابہؓ سے مروی ہیں
جن کی تعداد ۲۴ تک پہنچتی ہے۔ ان میں سے مفصل ترین روایات حضرت انس
بن مالکؓ، حضرت مالک بن صعصعہؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ، اور حضرت ابوہریرہؓ
سے مروی ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ،
حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت حذیفہ بن یمانؓ، حضرت
عائشہؓ اور متعدد دوسرے صحابہؓ نے بھی اس کے بعض اجزاء بیان کیے
ہیں۔

قرآن مجید یہاں صرف مسجد حرام (یعنی بیت اللہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک حضور کے جلنے کی تصریح کرتا ہے اور اس سفر کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اپنی کچھ نشانیاں دکھانا چاہتا تھا۔ اس سے زیادہ کوئی تفصیل قرآن میں نہیں بتائی گئی۔ حدیث میں جو تفصیلات آئی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ رات کے وقت جبریل علیہ السلام آپ کو اٹھا کر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک براق پرے گئے۔ وہاں آپ نے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر وہ آپ کو عالم بالا کی طرف لے چلے اور وہاں مختلف لبقات سماوی میں مختلف جلیل القدر انبیاء سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آخر کار آپ انتہائی بلندیوں پر پہنچ کر اپنے رب کے حضور حاضر ہوئے اور اس حضوری کے موقع پر دوسری اہم ہدایات کے علاوہ آپ کو پنج وقتہ نماز کی فرضیت کا حکم ہوا۔ اس کے بعد آپ بیت المقدس کی طرف چلے اور وہاں سے مسجد حرام واپس تشریف لائے۔ اس سلسلے میں بکثرت روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو جنت اور دوزخ کا بھی مشاہدہ کرایا گیا۔ نیز معتبر روایات یہ بھی بتاتی ہیں کہ دوسرے روز جب آپ نے اس واقعہ کا لوگوں سے ذکر کیا تو کفار مکہ نے اس کا بہت مذاق اڑایا اور مسلمانوں میں سے بھی بعض کے ایمان متزلزل ہو گئے۔

حدیث کی یہ زائد تفصیلات قرآن کے خلاصہ میں ہیں بلکہ اس کے بیان پر اضافہ ہیں، اور ظاہر ہے کہ منافقوں کو قرآن کے خلاصہ کو نہ سمجھ سکتا۔ تاہم اگر کوئی شخص ان تفصیلات کے کسی حصے کو نہ مانے جو حدیث میں آئی ہیں تو اس کی تکفیر نہیں کی جاسکتی، البتہ جس واقعے کی تصریح قرآن کریم ہے اس کا انکار موجب کفر ہے۔

اس سفر کی کیفیت کیا تھی؟ یہ عالم خواب میں پیش آیا یا بیداری میں؟ اور